نابالغ بچی کا نکاح

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

کم سن بچی، جو عمر بلوغ کو نہ پہنچی ہو، سرپرست اس کا نکاح کر سکتا ہے۔اس پر قرآن وحدیث اور اجماع دلیل ہیں۔

قرآنی دلائل:

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق : 4)

''وہ طلاق یافتہ خواتین جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہیں، ان کو اگر ماہواری کے خون بارے شک ہو، تو ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

آیت میں تین طرح کی عورتوں کا ذکر ہے۔

① عمر رسیدہ عورتیں، جو عمر یاس کو پہنچ چکی ہیں اور انہیں حیض آنا بند ہو گیا ہے۔

② نابالغ بچیاں، جنہیں حیض شروع نہیں ہوا۔

③ حاملہ خواتین۔

ان کی عدت تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضعِ حمل ہے۔ عدت کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کم سنی میں نکاح جائز ہے، اس لئے تو ان کی عدت بیان کی۔

سید الفقہا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت پر یوں باب قائم کیا ہے:

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ .

''چھوٹے بچوں اور بچیوں کے نکاح کا بیان۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 5133)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:852ھ) لکھتے ہیں:

''ترجمۃ الباب میں لفظِ ولد جنس ہے، یہ لفظ مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آیت ﴿وَالَّلَائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ میں اللہ نے نابالغ لڑکی کی عدت تین ماہ بتائی ہے۔ امام صاحب نابالغ کے نکاح کو جائز قرار دے رہے ہیں، ان کا یہ استدلال بہت عمدہ ہے۔ چوں کہ آیت میں یہ بیان نہیں کہ والد باکرہ کا نکاح کر سکتا ہے اور والد کے اس استحقاق کو یہ کہہ کر ٹھکرایا جا سکتا ہے کہ نکاح میں اصل حرمت ہے، البتہ اس سے ہٹ کر دلیل مل جائے، تو الگ بات ہے۔ امام صاحب اس کی دلیل میں یہ حدیث لائے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تب اپنی بیٹی کا نکاح کیا، جب وہ نابالغ تھیں، لہٰذا حرمت کے قاعدے سے یہ چیز مستثنیٰ ہوئی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث یہاں لانے کا بھی یہی راز ہے۔''(فتح الباري : 190/9)

علامہ ابن ہمام (861ھ) لکھتے ہیں:

''ولی نابالغ بچے اور بچی کا نکاح کر سکتا ہے، اللہ نے سورت (الطلاق:4) میں

نابالغ بچی کی عدت بیان کی ہے اور عدت نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے۔
اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چھ برس کی عمر میں نکاح اس پر دلالت کرتا ہے کہ نابالغ بچی سے نکاح کیا جا سکتا، عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر والی حدیث متواتر ہے۔''
(فتح القدير : 274/3)

② فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيمًا﴾ (النّساء : 127)

''لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تمہیں عورتوں اور یتیم بچیوں کے بارے میں نصیحت کر رہا ہے، یتیم بچیوں کے احکام بیان ہو چکے ہیں۔ تم ان سے نکاح میں رغبت تو رکھتے ہو، لیکن حق مہر پورا نہیں دیتے، یہ نصیحت کمزور و نادار بچوں کے متعلق بھی ہے، یتیموں کے حقوق کی ادائیگی میں انصاف برتنا اور یاد رکھنا کہ اللہ تمہارے نیک اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (سورۃ النساء:3) کے متعلق پوچھا، فرمانے لگی: بھانجے! ایک بچی اپنے ولی کی سرپرستی میں ہوتی ہے، اس کے پاس مال بھی

ہوتا ہے، ولی اس کے مال اور اس کے حسن کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور پورا حق مہر ادا کیئے بغیر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس آیت میں اس قبیل کے لوگوں کو ممانعت کی گئی ہے، انہیں حکم دیا گیا ہے کہ نکاح کرنا ہے، تو حق مہر معاشرے کے مطابق جتنا بنتا ہے، پورا دیں۔ یا پھر کسی اور سے شادی کر لیں ان سے نہ کریں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس آیت کے بعد کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ مانگا، تو (سورۃ النساء: 127) نازل ہوگئی۔ اس آیت میں ﴿مَا يُتْلٰى﴾ سے مراد پہلے والی (النساء: 3) آیت مراد ہے۔ دوسری (النساء: 127) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ یتیم بچی جب کم مال اور کم جمال والی ہوتی، تو اس سے نکاح کرنے میں بے رغبتی کرتے، لہٰذا حکم ہوا کہ جیسے تم مال و جمال کی کمی کی وجہ سے نکاح نہیں کرتے، ایسے ہی اگر انصاف نہیں کر سکتے، تو جن یتیم بچیوں کے مال و جمال میں تمہیں رغبت ہو، ان سے بھی نکاح مت کرو۔''

(صحيح البخاري: 2494)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ باپ کے علاوہ دوسرے سرپرست بھی نابالغ کنواری یا شوہر دیدہ بچی کا نکاح کر سکتے ہیں، حقیقی یتیم تو نابالغ بچی ہی ہوتی ہے، جس کا باپ فوت ہو چکا ہو، اس سے شادی کی جا سکتی ہے، عدم جواز کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں۔''(فتح الباري: 9/197)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (م:751ھ) فرماتے ہیں:

قَضٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْیَتِیمَةَ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، وَلَا یُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، فَدَلَّ ذَالِكَ عَلٰی جَوَازِ نِكَاحِ الْیَتِیمَةِ قَبْلَ الْبُلُوغِ، وَهٰذَا مَذْهَبُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَعَلَیْهِ یَدُلُّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ.

''نابالغ یتیم بچی سے اس کے رشتہ کے معاملہ میں مشورہ لیا جائے گا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ بلوغت کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از بلوغ یتیم بچی کا نکاح جائز ہے۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے اور قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔''

(زاد المَعاد في هدي خير العباد : 91/5)

تنبیہات:

① یتیمہ کی جمع یتامی ہے، یتیمہ اس بچی کو کہا جاتا ہے، جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا باپ فوت ہو جائے۔

سیدنا حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

لَا یُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا یُتْمَ عَلٰی جَارِیَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ.

''بچہ احتلام کے بعد اور بچی حیض کے بعد یتیم نہیں رہتے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 14/4، ح : 3502، النفقة على العيال لابن أبي الدنيا : 634، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : 3/ 110) نے سند کو ''لا باس بہ'' کہا ہے۔

لیکن مجازا یہ لفظ بلوغت کے بعد بھی بول دیا جاتا ہے، جیسا کہ (سورۃ النساء:2) میں بولا گیا ہے۔

اس آیت میں یتیمہ سے مراد نابالغ بچی ہے، جس کا باپ فوت ہو چکا ہو، بالغ عورت مراد نہیں، یتیمہ سے بالغ عورت مراد لینا بلا دلیل ہے، کیوں کہ حقیقت کو مجاز پر محمول کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی۔

② یہاں بالغ عورت مراد لینے کے لئے لفظ ''نساء'' سے استدلال کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ ''نساء'' کا لفظ بالغ عورت پر بولا جاتا ہے، لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں، کیوں کہ اس لفظ کا اطلاق نابالغ بچیوں پر بھی کیا گیا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُم﴾(البَقرة : 49)

''آل فرعون تمہارے بچوں کو ذبح کر دیتے تھے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔''

لامحالہ یہاں ''نساء'' سے مراد بالغ عورتیں نہیں، دودھ پینے والی بچیاں ہیں، لہٰذا نابالغ بچیوں پر ''نساء'' کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔

③ جنس نساء میں بچیاں بھی داخل ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ (النّساء : 22)

''ان خواتین سے شادی نہ کرو، جن سے آپ کے والد نے شادی کر رکھی ہو۔''

نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ (النّساء : 23)

''اپنی ساس سے نکاح نہ کرو۔''

دونوں آیات میں ''نساء'' کا لفظ نابالغ بچی کو بھی شامل ہے، اگر کوئی شخص نابالغ بچی

سے شادی کرتا ہے، تو بلا اختلاف بچی کی ماں اس کے لیے محرماتِ ابدیہ سے ہوگی۔

④ یتیم بچی اگر بلوغت کے قریب ہو، تو اس سے مشورہ لیا جائے، اگر اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا گیا ہو، تو اس کی رضا پوچھی جائے گی، وہ راضی ہوئی، تو نکاح معتبر، ورنہ نکاح ختم ہو جائے گا۔ جن احادیث میں یتیمہ سے مشورہ لینے کا کہا گیا ہے، وہ اسی صورت پر محمول ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو اپنی یتیم بیٹی کا وصی اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو بنایا۔ یہ دونوں بھائی میرے (ابن عمر) ماموں ہیں۔ میں نے اپنے ماموں قدامہ کو اس یتیم بچی کے رشتے کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بچی کی ماں کے پاس آئے اور مال کا لالچ دیا، ماں ان کی باتوں میں آ گئی اور لڑکی ماں کے کہے پر مائل ہوگئی، سو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ معاملہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں آیا۔ قدامہ بن مظعون کہنے لگے: اللہ کے رسول! یہ لڑکی میری بھتیجی ہے، اس کے باپ نے مجھے اس کا ولی بنایا ہے اور میں اسے عبداللہ بن عمر کے نکاح میں دیتا ہوں۔ میں نے اس کی پرورش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، چونکہ یہ عورت ہے، اس لئے اپنی ماں کی باتوں میں آ کر شادی سے انکار کر رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ یتیم بچی ہے، نکاح میں اسی کی مرضی چلے گی۔ واللہ! وہ نکاح کے بعد مجھ سے چھین لی گئی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دی گئی۔''

(مسند الإمام أحمد : 130/2، سنن الدار قطني : 230/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 120/7، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (2 /167) نے اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

علامہ سندھی حنفی (م:1138ھ) لکھتے ہیں:

«اَلْيَتِيمَةُ» يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ نِكَاحِ الْيَتِيمَةِ بِالِاسْتِئْذَانِ قَبْلَ الْبُلُوغِ.

''لفظِ یتیمہ، دلالت کناں ہے کہ نابالغ یتیم بچی کا نکاح کرنے سے پہلے اس سے اجازت لی جائے گی۔'' (حاشية السّندهي على النّسائي: 84/6)

④ بلوغ سے پہلے نکاح کے عدم جواز پر اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾ (النّساء: 6)

''یتیم بچوں کی جانچ کرتے رہو، جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہو جاتیں اور جب محسوس کرو کہ وہ معاملہ شناس ہو گئی ہیں، تو ان کا مال ان کے سپرد کر دو۔''

کہتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا لفظ شادی کے معنی میں ہے، یعنی اس وقت تک مال نہیں دینا، جب تک وہ شادی کی عمر کو نہ پہنچ جائیں اور مال بلوغت کے بعد دیا جاتا ہے، لہٰذا شادی بھی بلوغت کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

جواب یہ ہے کہ قرآن میں لفظِ نکاح کئی معانی کے لئے آیا ہے، اس آیت میں یہ لفظ بلوغت کے معنی میں ہے۔

علامہ زرکشی رحمہ اللہ (م:794ھ) اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ (م:911ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ نِكَاحٍ فِيهِ تَزَوُّجٌ إِلَّا ﴿حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾، فَهُوَ الْحُلُمُ.

''لفظ نکاح سے مراد ہمیشہ نکاح ہوتا ہے، سوائے اس آیت کے:

﴿حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾، یہاں بلوغت کے معنی میں ہے۔''

(البرهان في علوم القرآن : 1/109، الإتقان في علوم القران : 2/159)

دوسرے یہ کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت میں نکاح کے لیے بلوغت شرط نہیں۔ نیز یہ آیت مجمل ہے، اس کی مراد دوسری آیات قرآنیہ اور احادیث سے واضح ہوگی۔

③ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَالِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾(النّساء : 3)

''اگر اندیشہ ہو کہ آپ یتیم اور نابالغ بچیوں میں عدل نہیں کر پاؤ گے، تو کہیں اور پسند کی شادی کرلو۔ دو دو، تین تین، چار چار شادیاں کر سکتے ہو، البتہ ایک سے زائد بیویوں میں عدل نہ کر سکو، تو صرف ایک شادی کرو، یا پھر لونڈی رکھ لو، یہ بے اعتدالی سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔''

علامہ ابن ہمام (م:861ھ) کہتے ہیں:

مَنَعَ مِنْ نِكَاحِهِنَّ عِنْدَ خَوْفِ عَدَمِ الْعَدْلِ فِيهِنَّ، وَهٰذَا فَرْعُ جَوَازِ نِكَاحِهَا عِنْدَ عَدَمِ الْخَوْفِ، وَلَا يُقَالُ ذَالِكَ بِمَفْهُومِ الشَّرْطِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ جَوَازُ نِكَاحِ غَيْرِ الْمُحَرَّمَاتِ مُطْلَقًا، فَمُنِعَ مِنْ هٰذِهِ عِنْدَ خَوْفِ عَدَمِ الْعَدْلِ فِيهِنَّ، فَعِنْدَ عَدَمِهِ

يَثْبُتُ الْجَوَازُ بِالْأَصْلِ الْمُمَهَّدِ لَا مُضَافًا إِلَى الشَّرْطِ، وَيُصَرِّحُ بِجَوَازِ نِكَاحِهَا قَوْلُ عَائِشَةَ : إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَتِيمَةٍ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا .

''یتیم بچی سے نکاح اس صورت میں ممنوع ہے، جب آپ عدل نہ کر سکتے ہوں، اگر یہ خدشہ نہ ہو، تو جائز ہے۔ غیر محرم سے مطلقا بغیر کسی شرط کے نکاح جائز ہے، لیکن جب ناانصافی کا اندیشہ ہو، تو منع ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں صراحت موجود ہے کہ یہ آیت اس یتیم بچی کی بارے میں نازل ہوئی، جو اپنے ولی کی سرپرستی میں ہے۔'' (فتح القدير : 275/3)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا، تو میں چھ سال کی بچی تھی، رخصتی ہوئی، تو نو سال کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے نو سال گزارے۔''

(صحيح البخاري : 5133)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ، وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَلُعَبُهَا مَعَهَا،

وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

''نبی کریم ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا، تو میری عمر سات برس تھی، رخصتی کے وقت نو سال تھی، میں کھلونے بھی ساتھ ہی لے آئی تھی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر اٹھارہ برس تھی۔'' (صحيح مسلم : 71/1422)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

''رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت میری عمر چھ سال تھی، رخصتی کے وقت نو سال اور آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال تھی۔''

(صحيح مسلم : 72/1422)

علامہ عینی حنفی (م:855ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَشْهُورٌ وَّقَرِيبٌ إِلَى التَّوَاتُرِ.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث متواتر کی حد تک مشہور ہے۔''

(البناية في شرح الهداية : 90/5)

حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهَا فِي رِوَايَةٍ تَزَوَّجَنِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ وَفِي أَكْثَرِ

الرِّوَايَاتِ بِنْتُ سِتٍّ فَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَهَا سِتٌّ وَّكَسْرٌ فَفِي رِوَايَةٍ اقْتَصَرَتْ عَلَى السِّنِينَ وَفِي رِوَايَةٍ عَدَّتِ السَّنَةَ الَّتِي دَخَلَتْ فِيهَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نکاح کے وقت ان کی عمر سات سال تھی، جبکہ دوسری میں چھ کا ذکر ہے۔ تطبیق یوں ہوگی کہ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال مکمل اور کچھ ماہ تھی۔ ایک روایت میں صرف سالوں کے ذکر پر اکتفا کیا اور دوسری میں اسے بھی علیحدہ سال تصور کر لیا، جس میں داخل ہو چکی تھیں۔ واللہ اعلم!''(شرح النَّوَوِي : 207/9)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَقِيلَ : سَبْعٍ، وَيُجْمَعُ بِأَنَّهَا كَانَتْ أَكْمَلَتِ السَّادِسَةَ وَدَخَلَتْ فِي السَّابِعَةِ، وَدَخَلَ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

''درست یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت سیدہ کی عمر چھ برس تھی، دوسری روایت کے مطابق سات برس تھی۔ تطبیق یہ ہے کہ نکاح کے وقت آپ عمر کا چھٹا سال گزار کر ساتویں میں داخل ہو چکی تھیں اور رخصتی کے وقت عمر کی نو بہاریں دیکھ چکی تھیں۔''(الإصابة في تمييز الصحابة : 282/8)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکی دور کی بات ہے، عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے رسول!

شادی کرنا چاہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کس سے؟ کہنی لگی: کنواری سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی، شوہر دیدہ سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی۔ فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنی لگی: یہ اس کی بیٹی ہے، جس سے آپ کو سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔ میری مراد: ابوبکر کی بیٹی عائشہ! فرمایا: اور شوہر دیدہ؟ کہا: سودہ بنت زمعہ، اچھی بھلی مؤمنہ اور باشرع خاتون ہیں۔ فرمایا: جائیں، دونوں سے میرا ذکر کریں۔ خولہ گئیں اور پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں۔ میری ماں ام رومان سے ملاقات کی اور کہا: آپ کی تو اللہ نے سن لی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عائشہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ میری امی جان فرمانے لگیں: میرا خیال ہے، آپ ذرا رکیے، ابوبکر آتے ہی ہوں گے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ خولہ کہنی لگیں: آپ پر تو اللہ کی رحمت ہوگئی ہے، اللہ کے رسول نے مجھے اپنے لیے عائشہ کا رشتہ لینے کے لیے بھیجا ہے۔ ابو جی فرمانے لگے: وہ تو نبی کریم ﷺ کی بھتیجی ہیں، نکاح کیسے ہوسکتا ہے؟ خولہ کہتی ہیں: یہ کہہ کر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا۔ میں نے آپ ﷺ سے ساری بات من وعن کہہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں جا کر کہیے کہ ہم ایک دوسرے کے اسلامی بھائی ہیں، لہٰذا عائشہ سے نکاح ہوسکتا ہے۔ خولہ نے ابو جی کو ساری بات بتا دی، تو ابو جی فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کو کہیے کہ تشریف لے آئیں، آپ ﷺ آئے اور ابو جی نے میرا نکاح کر دیا۔ اس وقت میری عمر تقریباً چھ برس تھی۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 23/23، مسند أحمد : 210/6، سندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (3 / 73) نے اسے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: 7 / 225) نے اس

کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، نو برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں۔''

(صحيح البخاري : 5133)

④ مسند ابی یعلی: 4673، المعجم الکبیر للطبرانی: 23/23، وسندہ حسن۔

⑤ سنن النسائی: 3379، وسندہ حسن۔

⑥ السنن الکبریٰ للنسائی: 5345، وسندہ حسن۔

اجماعِ امت:

ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ نِكَاحَ الْأَبِ ابْنَتَهُ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ جَائِزٌ.

''تمام معتبر اہل علم کا اجماع ہے کہ باپ اپنی نابالغ بچی کا نکاح کر سکتا ہے۔''

(المُغني لابن قدامة : 379/7)

شارحِ بخاری مہلب بن احمد بن ابوصفرہ اندلسی (م: 435ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهُ يَجُوزُ لِلْأَبِ تَزْوِيجُ ابْنَتِهِ الصَّغِيرَةِ الْبِكْرِ وَلَوْ

كَانَتْ لَا يُوطَأُ مِثْلُهَا .

''علما کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی نابالغ بچی کا نکاح کرنا جائز ہے، گو وہ جماع کے قابل نہ ہو۔'' (فتح الباري لابن حجر : 190/9)

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (م:449ھ) فرماتے ہیں:

يَجُوزُ تَزْوِيجُ الصَّغِيرَةِ بِالْكَبِيرِ إِجْمَاعًا وَّلَوْ كَانَتْ فِي الْمَهْدِ لَكِنْ لَا يُمَكَّنُ مِنْهَا حَتّٰى تَصْلُحَ لِلْوَطْءِ .

''نابالغ بچی کا بالغ مرد سے نکاح بالا جماع جائز ہے، گو وہ ابھی پنگھوڑے میں ہی ہو، لیکن خلوت اس وقت اختیار کرے گا، جب جماع کے قابل ہو جائے۔''

(فتح الباري لابن حجر : 124/9)

حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِ تَزْوِيجِهِ ابْنَتَهُ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ لِهٰذَا الْحَدِيثِ .

''اس حدیث کی رو سے مسلمانوں کا اجماع ہے کہ باپ کا نابالغ بچی کی شادی کرنا جائز ہے۔'' (شرح النّووي : 206/9)

اجماعِ امت کے خلاف کوئی دلیل مسموع نہیں ہوتی، اہل حق کا اجماع و اتفاق حق ہے۔ اور حق، حق کا معارض و مخالف نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ نکاح کا مقصود طبعی طور پر یہ ہے کہ بیوی سے شہوت پوری کی جائے اور اولاد پیدا کی جائے۔ نابالغ بچی کے ساتھ نکاح میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں، تو نکاح کا کیا فائدہ؟ ہم کہتے ہیں نابالغ بچی سے نکاح کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے، ایک وقت

کے بعد اس نکاح کے طبعی فوائد حاصل ہو جائیں گے، ضروری نہیں کہ نکاح کے فوائد فوراً حاصل ہوں، بہرصورت نکاح کارِخیر ہے۔

عقل ونقل اس کی تائید کرتی ہے کہ مجامعت ومقاربت اس وقت کی جائے گی، جب وہ اس کی اہل ہو جائے۔ شریعت نے تو قبل از بلوغ نکاح کا جواز فراہم کیا ہے، بعض لوگ قبل از بلوغ تو کجا، بعد از بلوغت بھی نکاح سے روکتے ہیں اور طرح طرح کی پابندیاں عائد کرتے ہیں، جن کی عقل ونقل سے تائید نہیں ہوتی۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی جلدی شادی کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں، تاخیر سے شادی کرنا کئی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے اور انسانی صحت کے لیے انتہائی ناموزوں بھی ہے۔